اسلامی حدود اور تعزیرات

مُرتب: مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

انجمن ضیاءِ طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز، آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔

اسلامی حدود اور تعزیرات

مرتب

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

پیشکش

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

سلسلۂ اشاعت	:	39
نام کتاب	:	اسلامی حدود اور تعزیرات
مؤلف	:	مولانا نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	40 صفحات
تعداد	:	2000
سن اشاعت	:	دسمبر 2006ء
ہدیہ	:	ایصال ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

.... ناشر ....

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

و علی الہ و اصحابہ اجمعین.

قارئین محترم! انجمن ضیاء طیبہ کی اشاعت نمبر ۳۹ حالات حاضرہ سے متعلق اہم ترین کتاب ہے۔ اسلامی حدود اور تعزیرات کا نفاذ تدریجاً نزول قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا ہے۔ ان حدود اور تعزیرات کی وضاحتیں پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام کی حکمتوں کے ذریعے فرماتے رہے نیز جب ضرورت ہوئی تو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے عملاً ان حدود کا نفاذ بھی فرمایا جو آج ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ربیع الاول شریف کے مقدس ماہ اور عید میلاد النبی ﷺ (۱۲ ربیع الاول) کے موقع پر قرآن اور احادیث اقوال فقہا سے اخذ کردہ مگر اپنی افتراعات کی آمیزش سے آلودہ "حدود آرڈیننس" کا اجراء صدر جنرل ضیاء الحق نے کیا۔ قرآن و سنت کے کچھ قوانین نافذ کرنا اور کچھ کو بالائے طاق رکھنا، جنھیں نافذ کیا ان میں بھی انگریز کے بنائے ہوئے کچھ قوانین کی آمیزش رکھی یہ عمل قرآن و سنت کے ساتھ ایک مذاق تھا اور اب متذکرہ حدود آرڈیننس سے بعض قرآنی نصوص نکال کر مکروہ اور گھناؤنا کردار ادا کیا گیا ہے اسلامیان پاکستان کو آگاہ کرنے کے لیے اس مختصر رسالہ میں قرآن و احادیث اقوال امام اعظم ابو حنیفہ کی روشنی میں اسلامی حدود اور تعزیرات کا مختصر تعارف حضرت مولانا نسیم احمد صدیقی نوری نے پیش کیا ہے۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے بہار شریعت حصہ نہم کا مطالعہ مفید ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین خالق السموت والارضین و افضل الصّلوٰۃ و اکمل السّلام علی سیّد الاوّلین والاخرین سیّد الانبیاء و خاتم المرسلین سیّدنا و نبیّنا و مولانا محمّد و علی الہ الطیبین الطاھرین و اصحابہ المکرّمین المعظّمین اجمعین.

دین اسلام مکمل ضابطہ حیات، دافع ظلمات، قاطع رسومات، فاتح تجلیات اور معطیٔ البرکات ہے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے، اسلام سلامتی ہے، جو سب کے لیے ہے، پوری انسانیت کے لیے ہے، جو سلامتی کا خواہاں اور امن پسند ہے وہی اسلام پسند ہے۔ اسلام دعوت ہے، جس میں جبر نہیں، اسلام رحمت ہے، دین فطرت ہے۔ فرائض و واجبات فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں، اوامر و ممنوعات اور حدود و تعزیرات بھی فطرت کے تقاضوں کے مخالف نہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ خالق کائنات ہے، عالم حیات کا بھی خالق ہے اور تقاضائے فطرت و بشریت کا بھی۔ ان بشری تقاضوں میں طبیعت و کیفیت کے مختلف روپ اور انداز ہیں اسی لیے انسان میں اطاعت کے ساتھ ساتھ بغاوت کے جذبات بھی ہوتے ہیں، جذبہ رحم و شفقت کے ساتھ ساتھ غیض و غضب بھی پایا جاتا ہے، گوشہ نشینی سے لے کر سیر و تفریح کی غرض یا فکر معاش (تجارت) شہر شہر اور نگر نگر انسان کو گھماتی و پھراتی ہے۔ ہر جاندار میں نسل بڑھانے کے لئے شہوت کے جذبات بھی رکھے گئے ہیں، اسی طرح قیامت تک انسان کی بقا کے لئے اور نسل پھیلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے شہوت کے ساتھ محبت کے جذبات بھی تخلیق فرمائے ہیں، جذبہ شہوت سے مغلوب ہو کر بظاہر مرد و عورت اپنی جسمانی

تسکین کا سامان کرتے ہیں لیکن اس جسمانی تقاضے کی تکمیل اور تخلیقی عمل سے گذار کر اللہ تعالیٰ عزّاسمہ نسل کو پروان چڑھانے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے، والدین اور اولاد کا نہایت خوبصورت اور بے لوث محبتوں سے لبریز رشتہ قائم فرما دیتا ہے۔ یہی رشتے خاندانوں کو تشکیل دیتے ہیں اور قبائل وجود میں آتے ہیں اور انسانی معاشرہ کے قیام کے ذریعہ سے ایک ریاست قائم ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات، اس کے پیارے محبوب، دانائے غیوب، سیّدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے تعلیم فرمائے اور عملاً نافذ بھی فرمائے۔ خلفاءِ راشدین اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اور ان سے فیض یافتگان فقہاء کرام و مجتہدین عظام نے قرآن و احادیث کے احکامات کو قوانین کی صورت مرتب کر کے ایسے طریقے اور قرینے پر مبنی دستور العمل تیار کر دیا ہے جو عبادات سے لے کر معاشرتی معاملات تک محیط ہے جو اس پر عمل کرے تو وہی معاشرہ امن و عدل سے معمور ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے جملہ بشری تقاضوں کی تکمیل کے لیے آداب معاشرت تعلیم فرما دیئے ہیں۔ بھوک، بشری تقاضا ہے، اللہ کا حکم ہے کہ اپنی مِلک سے یا اپنی محنت کے نتیجہ میں حاصل شدہ آمدنی سے پاکیزہ رزق کھاؤ پیو لیکن خبردار کسی دوسرے سے نہ چھینا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پابند فرمایا ہے کہ جذبہ شہوت سے مغلوب ہو کر جب مرد یا عورت عمل مباشرت کے لیے ایک دوسرے کی طرف بڑھنا چاہیں تو پہلے ان کے درمیان نکاح کے ذریعے پاکیزہ رشتہ استوار کیا جائے۔ عورت جس کی منکوحہ ہے اسی پر حلال ہے اور مرد جس کا خاوند ہے اس عورت کے سوا کسی دوسری عورت کو قابو میں کرنا چاہے گا تو یہ ظلم ہو گا

اور معاشرتی عدل کی پامالی بھی اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بشری وفطری تقاضوں کی تکمیل کے جائز طریقوں سے ہٹ کر ناجائز اور غلط طریقوں پر چلنے والوں کے لئے سزائیں مقرر فرمائی ہیں۔ ان سزاؤں میں جسے اللہ تعالیٰ نے متعین فرمادیا یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جرائم کی سزا کی مقدار متعین فرمادی اسے ''حدود اللہ'' کہتے ہیں اور جن جرائم کی سزا کے لیے امیر ریاست یا قاضی عدالت کو اختیار دیا گیا ہے ان سزاؤں میں کمی یا بیشی کی جاسکتی ہے شرعی وفقہی اصطلاح میں اسے ''تعزیر'' کہتے ہیں۔

حد کی تعریف:

''الحد'' یہ لفظ واحد ہے، اس کی جمع ''حدود'' ہے۔ جس کے لغوی معانی ہیں، ''آڑ''، ''روک'' یعنی دو چیزوں کے درمیان ایسی رکاوٹ، جو انھیں آپس میں ملنے سے روکے۔ ہر چیز کی انتہا کو بھی ''حد'' کہتے ہیں، جیسے (حدود الارضین) یعنی زمین کی انتہا و آخر اور (حدود الحرم) یعنی حرم شریف کی نہایت یا آخر۔[1]

''قدحد الدار تحدیدا'' یعنی اس نے مکان کی حد بندی کر دی۔ ایک اور معنی ''روکنا'' یا ''منع کرنا'' بھی ہے، اسی لیے دربان اور داروغہ جیل کو ''حدّاد'' بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ باہر نکلنے سے منع کرتا ہے۔[2]

''کسی چیز کا وہ وصف جو دوسروں سے اسے ممتاز کر دے اور زنا و شراب کی سزا کو بھی ''حد'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اس کا دوبارہ ارتکاب کرنے سے انسان کو روکتی ہے۔''[3]

1۔ لسان العرب: ۳/ ۷۹۔
2۔ مختار الصحاح: ۱۸۶۔
3۔ معجم مفردات الفاظ القرآن: ۱۰۸۔

الحد: اصطلاحی معنیٰ:

"اسلامی شرعی سزا جو معین ہو اور کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن مجید میں "اسلامی حدود" کے بارے میں فرمایا، "یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں (یعنی احکام الہی ہیں)"۔[1]

حدود الله تعالیٰ: الاشياء التی بين تحريمها و تحليلها و أمر ان لا يتعدى شیء منها فيتجاوز الى غير ما امر فيها او نهى عنه منها، و منع من مخالفتها.[2]

"یعنی ان چیزوں کا بیان جو حرمت اور حلت (حرام و حلال) کو واضح کریں اور حکم کیا جائے کہ اس سے آگے نہ بڑھے کہ اس سے دوسری طرف تجاوز کر جائے کہ جس میں حکم نہیں دیا گیا یا اس سے منع کیا گیا ہو اور ان کی مخالفت منع ہے۔"

قرآن مجید اور حدود:

قرآن کریم میں کلمہ "الحد" بمعنی واحد کسی بھی مقام پر استعمال نہیں ہوا، بلکہ جمع کی صورت "حدود" ہی بیان ہوا ہے۔ قرآن مجید میں "حدود" بمعنی حکم اور رکاوٹ و نہایت، چودہ (۱۴) مقام پر بیان ہوا ہے۔ "سورۃ البقرہ" میں سات (۷) مقام پر، آیت ۱۸۷، آیت ۲۲۹ میں (چار مرتبہ) اور آیت ۲۳۰ میں (دو مرتبہ)، "سورۃ النساء" آیت ۱۳ و آیت ۱۴ میں دو مرتبہ، "سورۃ التوبۃ"

1۔ لغات القرآن: ۲/ ۲۷۴۔

2۔ لسان العرب: ۳/ ۷۹۔

آیت ۹۷ اور آیت ۱۱۲ میں (دو مرتبہ)، "سورۃ المجادلۃ" آیت ۴ میں (ایک مرتبہ) اور "سورۃ الطلاق" آیت ۱ میں (دو مرتبہ)

اس کے علاوہ "حَادَّ"، "یُحَادِدْ" اور "یُحَادُّوْنَ" بمعنی مخالفت (اللہ عزجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت) "سورۃ التوبۃ" آیت ۶۳ میں (ایک مرتبہ) اور "سورۃ المجادلۃ" آیت ۵، آیت ۲۰ اور آیت ۲۲ میں (تین مرتبہ) یہ کلمات بیان ہوئے ہیں۔

امام ابو القاسم الحسین بن محمد بن مفضل راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۵۰۲ء) "حدود اللہ" سے متعلق لکھتے ہیں،

"وجمیع حدود الله علی اربعة اوجه: اما شیء لا یجوز ان یتعدی بالزیادة علیه ولا القصور عنه کأعداد رکعات صلاة الفرض، وإمّا شیء تجوز الزیادة علیه ولا یجوز النقصان عنه، واما شیء یجوز النقصان عنه ولا تجوز الزیادة علیه، و قوله تعالیٰ "اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ای یمانعون.[1]

(ترجمہ) "جملہ حدود الٰہی چار قسم پر ہیں، اول یہ کہ ایسے حکم جن میں نقص وزیادتی دونوں ناجائز ہیں جیسے فرض نمازوں میں تعداد رکعات، دوم یہ کہ وہ احکام جن میں اضافہ تو جائز ہو لیکن کمی جائز نہ ہو، سوم یہ کہ وہ احکام جن میں کمی تو جائز ہے لیکن اضافہ جائز نہیں ہے اور چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، یہی مخالفت کرنے والے گویا اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل سے منع کرتے یا روکتے ہیں۔"

1۔ معجم مفردات الفاظ القرآن ۱۰۸۔

”حدود اللہ“ قرآن کریم میں بیان

شراب نوشی کی حد:

(آیت کریمہ) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ.[1]

(ترجمہ) اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر (اعراض کرو) جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔[2]

(آیت کریمہ) یَسْـٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا.[3]

1۔ پارہ ۷، المائدہ آیات ۹۰ تا ۹۲۔

2۔ کنزالایمان۔

3۔ پارہ ۲، البقرہ آیت ۲۱۹۔

(ترجمہ) تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمائو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔[1]

چوری کی حد کا بیان:

(آیت کریمہ) وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًم بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.[2]

(ترجمہ) جو مرد یا عورت چور ہو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے تو سنور جائے اللہ اپنی مہر (رحمت) سے رجوع فرمائے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ڈکیتی وراہزنی اور مفسدین کی حدود کا بیان:

(آیت کریمہ) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.[3]

1۔ کنزالایمان۔
2۔ پارہ۶، سورۃ المائدہ، آیات ۳۸۔۳۹۔
3۔ پارہ۶، المائدہ، آیات ۳۳۔۳۴۔

(ترجمہ) وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہ ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمینوں سے دور کر دیے جائیں۔ یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب، مگر وہ جنھوں نے توبہ کرلی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

زانی کی حد کا بیان:

(آیت کریمہ) اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلۡیَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔[2]

(ترجمہ) جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔[3]

(آیت کریمہ) وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ○ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ○ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ۔[4]

1۔ کنزالایمان۔
2۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۔
3۔ کنزالایمان۔
4۔ پارہ ۱۸، سورۃ مومنون، آیت ۵ تا ۸۔

(ترجمہ) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔[1]

(آیت کریمہ) وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحاً حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ اٰتٰکُمْ وَلَا تُکْرِهُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّکْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِکْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[2]

(ترجمہ) اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری کر جب کہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو اور جو انھیں مجبور کرے گا تو بے شک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری کی حالت پر ہیں بخشنے والا مہربان ہے۔[3]

(آیت کریمہ) وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اٰثَاماً ○ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَاناً ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّکَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَّحِیْماً[4]

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۳۔

3۔ کنزالایمان۔

4۔ پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیات ۷۰،۶۹،۶۸۔

(ترجمہ) اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں (ان افراد) کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

حد قذف:

(آیت کریمہ) وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِیۡنَ جَلۡدَةً وَّلَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ○ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ.[2]

(ترجمہ) اور (جو لوگ) پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انھیں اسّی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[3]

(آیت کریمہ) وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اكۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا.[4]

1۔ کنز الایمان۔
2۔ پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۴۔۵۔
3۔ کنز الایمان۔
4۔ پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۸۔

(ترجمہ) اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انھوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔[1]

تعزیر کا بیان:

(آیت کریمہ) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝[2]

(ترجمہ) اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔[3]

"حدود اللہ" کا بیان احادیث مبارکہ میں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "حدود" سے متعلق جو کلام فرمایا، یا مجرموں پر حد جاری فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے تمام اقوال و اعمال محدثین نے ترتیب دیے ہیں اور اکثر محدثین نے "کتاب الحدود" اور "ابواب

1۔ کنزالایمان۔

2۔ پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۱۱۔

3۔ کنزالایمان۔

الحدود" کے عنوانات قائم کر کے اس کے تحت ایسی احادیث شریفہ جمع کی ہیں۔ "حدود اور تعزیرات" کو سمجھنے کے لئے ان احادیث کا مطالعہ کیجیے۔

قیام حدود کے لیے بیعت:

(حدیث شریف) عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وسلم مَعَ مَجْلِسٍ فَقَالَ تُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّاتُشْرِکُوْا بِاللهِ شَیْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَمَنْ وَ فَامِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللهِ وَمَنْ اَصَابَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ کَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَیْهِ فَاَمْرُهٗ اِلَی اللهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ۔[1]

(ترجمہ) "حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیعت کرو مجھ سے اس اقرار پر کہ اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہیں کریں گے اور زنا اور چوری اور ناحق خون جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا نہیں کریں گے پھر جو کوئی اپنے اقرار کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہو گا اور جو کوئی کام ان میں سے کر بیٹھے گا پھر اس کو دنیا میں اس کی سزا ملے گی (یعنی حد لگے گی) تو وہی اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کے کام کو چھپا لے تو (عاقبت میں) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کر دے چاہے عذاب دے۔"

1۔ صحیح مسلم: ۲/ ۴۳ کتاب الحدود۔

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے متعدد مواقع پر آقائے دوجہاں سرور مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر اوامر کی پابندی اور نواہی سے گریز کی بیعت کی۔ خیر خواہی اور جہاد کے لیے بیعت کی ہے۔ مدینۃ المنورہ کے انصار اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ہجرت سے قبل ہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں مکۃ المکرمہ منی میں بموقع حج حاضر ہو کر بیعت کی جو تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولی و بیعت عقبہ ثانیہ کے ناموں سے معروف ہے۔

سقوط حدود کے نتیجے میں ایمان سلب:

(حدیث شریف) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَایَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وُ هُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَ هُوَ مُؤمِنٌ وَلاَ یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤمِنٌ وَلَا یَنْتَهِبُ نَهْبَةً یَرْفَعُ النَّاسَ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤمِنٌ وَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلْمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم بِمِثْلِهِ اِلَّا النُّهْبَةَ.[1]

(ترجمہ) ”حضرت سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا (یعنی کامل الایمان) اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور لٹیرا جب ایسی لوٹ کرتا ہے جس کو لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھیں (اور اس کو روک نہ سکیں) تو

1۔ بخاری شریف مع شرح فتح الباری: ۱۲/ ۵۹، کتاب الحدود، باب الزنا وشرب الخمر۔

وہ مومن نہیں ہوتا اور ابن شہاب نے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے دونوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے۔"

شرابی کی سزا:

(حدیث شریف) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نُؤتَىٰ بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَاِمْرَةِ اَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَ نِعَالِنَا وَ اَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْ وَ فَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ۔[1]

(ترجمہ) حضرت سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں شراب پینے والا ہمارے سامنے لایا جاتا تو ہم اٹھ کر ہاتھوں جوتوں اور چادروں سے اس کو مارتے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا آخر ہوا تو اس وقت انہوں نے شرابی کو چالیس کوڑے لگائے جب لوگوں نے شرارت کی اور زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہوں نے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے۔

شراب نوشی سے متعلق حدیث:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس اشخاص پر لعنت فرمائی (۱) بنانے والا (۲) پینے والا (۳) اٹھانے والا (۴) بنوانے والا

1۔ بخاری مع فتح الباری: ۱۲/ ۶۸، رقم الحدیث: ۶۷۷۹، مسلم شریف: ۲/ ۷۱، باب حد الخمر۔

(۵) جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کے دام کھانے والا (۹) خریدنے والا (۱۰) جس کے لیے خریدی گئی"۔[1]

زانی کی سزا:

(حدیث شریف) عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا نِ الْبِکْرِ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّ نَفْیُ سَنَۃٍ وَّالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَۃٍ وَّالرَّجْمَ.[2]

(ترجمہ) "حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے سیکھ لو مجھ سے سیکھ لو سیکھ لو مجھ سے (شرع کی باتیں) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ایک راہ نکالی جب بکر (کنوارہ) زنا کرے بکر (کنواری) سے تو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کے لیے ملک سے باہر کر دو اور ثیب (شادی شدہ) ثیب سے زنا کرے (یعنی شادی شدہ مرد اور عورت جب زنا کریں) تو سو کوڑے لگاؤ پھر پتھروں سے مار ڈالو۔"

"امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بکر (کنوارہ) جب زنا کرے بکر (کنواری) سے یا ثیب (شادی شدہ) سے تو ہر حال میں بکر کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہو گا اور ثیبہ (یعنی شادی شدہ عورت) کو رجم کریں گے اسی طرح ثیب اگر زنا کرے باکرہ سے تو ثیب کو رجم کریں گے اور باکرہ کو سو کوڑے

1۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ، بہار شریعت: ۹/ ۸۷۔

2۔ مسلم شریف مع الشرح النووی: ۲/ ۶۵۔

لگائیں گے اور ایک برس کے لئے جلاوطن کریں گے اور بکر سے مراد کنوارہ مرد یا کنواری عورت ہے اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ بکر زانی کو سو کوڑے لگائیں گے اور ثیب کو رجم کریں گے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ خوارج اور بعض معتزلہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رجم کا انکار کیا ہے اور ثیب کو پہلے کوڑے لگائیں گے پھر رجم کریں گے۔ اسحاق اور داؤد رحمہا اللہ اور اہل ظاہر اور بعض شافعیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کے نزدیک صرف رجم کافی ہے اور بکر کو ایک سال کے لئے جلاوطن کریں گے مرد ہو یا عورت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جلاوطنی واجب نہیں ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عورتوں پر جلاوطنی نہیں ہے۔"

(حدیث شریف) عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَاءَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَبِكَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى، فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرًا وَّ صَلّٰى عَلَيْهِ.[1]

(ترجمہ) "ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اسلم قبیلے کا (ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ اس نے چار بار

1۔ بخاری مع فتح الباری: ۱۲/ ۱۳۲۔

اپنے اوپر گواہی دی (چار بار زنا کا اقرار کیا) تب آپ نے اس سے پوچھا کہیں تو دیوانہ تو نہیں ہے وہ کہنے لگا نہیں پھر آپ نے پوچھا تیرا نکاح ہو چکا ہے کہنے لگا جی ہاں۔ پھر آپ نے اس کے رجم کرنے کا اصحاب کو حکم دیا وہ عید گاہ میں رجم کیا گیا جب پتھروں کی مار اس کو لگی تو بھاگ نکلا لیکن لوگوں نے اس کو پتھریلے میدان میں پکڑ لیا یہاں تک کہ رحلت ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں اچھا کلمہ کہا اور اس پر جنازے کی نماز پڑھی۔"

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستر (۷۰) آدمیوں پر تقسیم کی جائے جو اہل مدینہ میں سے ہوں تو کافی ہو سب کے لیے۔ تم نے اس سے بہتر توبہ کون سی دیکھی کہ اس نے اپنی جان اللہ کے لیے دے دی۔ ایک اور روایت ہے کہ ماعز کی توبہ ایک امت پر تقسیم کی جا سکتی ہے۔

قارئین محترم! یہاں ضمناً اس حدیث شریف کا مطالعہ بھی کر لیجیے جو مستقبل کے بارے میں پیش گوئی ہے۔

(حدیث شریف) عَنْ قَتَادَةَ. اَخْبَرَنَا اَنَسٌ قَالَ: لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لاَّ يُحَدِّثُكُمُوْهُ اَحَدٌ بَعْدِىْ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَاِمَّا قَالَ: مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ يَظْهَرَ الْجَهْلَ وَ تُشْرَبَ الْخَمْرُ وَ يَظْهَرَ الزِّنَا وَ يَقِلَّ الرِّجَالُ وَ يَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.[1]

1۔ بخاری مع فتح الباری: ۱۲/ ۱۳۲۔

(ترجمہ) ''حضرت امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا ہم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد پھر تم سے کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ باتیں نہ ہو جائیں دین کا علم دنیا سے اٹھ جانا اور جہالت پھیل جانا، شراب کا استعمال بہت ہونا، زنا علانیہ ہونا، مردوں کی کمی، عورتوں کی اتنی کثرت کہ پچاس عورتوں کی خبر ایک مرد لیا کرے گا۔''

(حدیث شریف) عَنْ اَبِیْ مَیْسَرَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ؟ قَالَ: اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّ ھُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ: اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ اَیُّ؟ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِكَ.

(ترجمہ) ''ابی میسرہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ، اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ گناہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا برابر والا کسی اور کو ٹھہرائے حالاں کہ تجھ کو اللہ ہی نے پیدا کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ ان کو کھلانا پلانا پڑے گا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔''

(حدیث شریف) حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا سَلَمَۃُ بْنُ کُھَیْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَلِیٍّ حِیْنَ رَجَمَ الْمَرْاَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَ قَالَ: قَدْ رَجَمْتُھَا بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم.[1]

1۔ بخاری: ۲/ ۱۰۰۶۔

(ترجمہ) ”ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلمہ بن کہیل نے کہا میں نے شعبی سے سنا وہ حضرت علی سے نقل کرتے تھے جب انہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت (شراحہ ہمدانیہ) کو رجم کیا تو کہنے لگے میں نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق رجم کیا“۔

(حدیث شریف) حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ اَبِیْ اَوْ فٰی ھَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَۃِ النُّوْرِ اَمْ بَعْدُ قَالَ: لَا اَدْرِیْ.[1]

(ترجمہ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ”مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے کہا میں نے عبد اللہ بن اوفی سے پوچھا کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں (رجم کیا ہے) میں نے پوچھا سورہ نور نازل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے کہا یہ مجھ کو معلوم نہیں۔

(حدیث شریف) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ وَ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَنَادَاہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ زَنَیْتُ، فَاَعْرَضَ عَنْہُ حَتّٰی رَدَّدَ عَلَیْہِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ دَعَاہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: اَبِکَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَھَلْ اَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذْھَبُوْا بِہٖ فَارْجُمُوْہُ، قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ

1۔ فتح الباری شرح بخاری: ۱۲/ ۱۱۹، رقم الحدیث: ۶۸۱۳۔

عَبْدِاللهِ قَالَ: فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ۔ [1]

(ترجمہ) ہم سے یحیی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو سلمہ اور سعید بن مسیب (رحمہم اللہ) سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا ایک شخص (ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت آپ مسجد میں تھے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہنے لگا یارسول اللہ میں نے زنا کیا آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ چار بار اس نے یہی کہا جب چار بار اس نے اپنے اوپر گواہی دی (چار بار اس نے قرار کیا) تو آپ نے اس کو اپنے پاس بلا لیا پوچھا کیا تجھ کو جنون ہے (تو دیوانہ ہے) وہ کہنے لگا نہیں (میں دیوانہ نہیں ہوں) آپ نے فرمایا کیا تو محصن ہے؟ (تیرا نکاح ہو چکا ہے) اس نے کہا جی ہاں! آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کو لے جاؤ سنگسار کرو ابن شہاب نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے جابر بن عبداللہ سے سنا ہے (یعنی ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، جابر نے کہا میں بھی ان لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا ہم لوگوں نے عید گاہ میں لے جا کر اس کو رجم کیا جب اس کو پتھروں کی مار سے بے قراری ہوئی تو بھاگنے لگا (ہم اس کے پیچھے چلے) مدینہ کے پتھریلے میدان میں اس کو پایا اور رجم کر ڈالا۔

1۔ فتح الباری: ۱۲/ ۱۲۳۔

جب حضور نبی مکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ رجم کے دوران بھاگے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا! تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا وہ توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کا قصور معاف کر دیتا۔[1]

حدیث رجم:

(ترجمۂ حدیث) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ بدکار عورتوں کے لئے اللہ کی مقرر کی ہوئی سبیل یہ ہے کہ شادی شدہ کے لئے رجم ہے اور کنواری کے لیے کوڑے ہیں۔[2]

(ترجمۂ حدیث) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بطور حد سو (۱۰۰) کوڑے مارے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ یہ شادی شدہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کیے جانے کا حکم دیا۔[3]

(ترجمہ حدیث) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا، اللہ جلّ شانہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر اپنی کتاب اتاری۔ اس کتاب میں رجم کی آیت تھی (الشیخ والشیخۃ اذازینافارجمو ھما) لیکن اس کی تلاوت موقوف ہوگئی اور حکم باقی ہے۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا تو رجم کیا۔ جناب رسول اللہ

1۔ رواہ ابوداؤد و ترمذی وحاکم۔

2۔ بخاری شریف:۲/ ۶۵۷۔

3۔ سنن ابی داؤد:۶۰۹۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رجم کیا ، میں ڈرتا ہوں جب زیادہ مدت گزرے تو کوئی یہ نہ کہے کہ ہم کو اللہ کی کتاب میں "حکم رجم" نہیں ملتا پھر وہ گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا صحیح ہوا، خارجیوں نے یہی کہا اور رجم کا انکار کیا۔ [1]

ترجمہ حدیث شریف: قبیلۂ ازد کی ایک شاخ غامد کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پاک کیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ اصرار کرتی رہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا اللہ سے بخشش کی دعا مانگ اور توبہ کر، اس عورت نے کہا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اسی طرح لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو لوٹایا تھا، اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں تو اب زنا میں کیا شک رہ جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو لوٹنا نہیں چاہتی اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی تو حمل سے فارغ ہو کر پھر آنا، کچھ عرصہ کے بعد وہی عورت ایک بچے کو گود لے کر آئی اور اس نے حد جاری کرنے کے لیے عرض کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ بچہ دودھ پیتا ہے، بعد میں آنا۔ اس عورت نے بچہ کی رضاعت کی مدت مکمل ہونے کے بعد بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حد جاری کرنے کے لیے عرض کیا یارسول اللہ میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ مسلم شریف:۲/ ۶۵، بخاری شریف مع فتح الباری:۱۲/ ۱۴۸۔

نے وہ بچہ ایک مسلمان کو دے دیا پرورش کے لیے۔ پھر حکم دیا گیا اور ایک گڑھا کھودا گیا، اس کے سینے تک اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ [1]

(حدیث شریف) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہِ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُتِیَ بِیَہُوْدِیٍّ وَّ یَہُوْدِیَّۃٍ قَدْ زَنَیَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی جَآءَ یَہُوْدَ فَقَالَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرٰۃِ عَلٰی مَنْ زَنٰی قَالُوا نَسَوِّدُ وُجُوْھَھُمَا وَ نُحَمِّلُھُمَا وَ نُخَالِفُ بَیْنَ وُجُوْھِہِمَا وَ یُطَافُ بِہِمَا قَالَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰۃِ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ فَجَآءُ وْا بِہَا فَقَرَءُوْھَا حَتّٰی اِذَا مَرُّوْا بِاٰیَۃِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَی الَّذِیْ یَقْرَاءُ یَدَہٗ عَلٰی اٰیَۃِ الرَّجْمِ وَ قَرَءَ مَا بَیْنَ یَدَیْہَا وَمَا وَرَاءَہَا فَقَالَ لَہٗ عَبْدُاللہِ بْنُ سَلَامٍ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ وَ ھُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم مُرْہ فَلْیَرْفَعْ یَدَہٗ فَرَفَعَھَا فَاِذَا تَحْتَہَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِہِمَا رَسُوْلُ اللہِ صلی ا للہ علیہ وسلم فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرَ کُنْتُ فِیْمَنْ رَّجَمَھُمَا فَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَقِیْہَا مِنَ الْحِجَارَۃِ بِنَفْسِہٖ. [2]

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد آیا اور ایک یہودی عورت آئی دونوں نے زنا کیا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے یہود کے پاس اور پوچھا توریت میں زنا کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کرتے ہیں (اونٹ پر) ایک کا منہ ادھر اور ایک کا منہ ادھر (یعنی دونوں کی پیٹھ ملی رہتی ہے تاکہ لوگ دونوں کا منہ دیکھیں) پھر ان کو چکر لگواتے ہیں۔

1۔ مسلم شریف: کتاب الحدود۔

2۔ مسلم: ۲/ ٦٧، فتح الباری: ١٢/ ١٣١۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا توریت لاؤ اگر تم سچ کہتے ہو وہ لے کر آئے اور پڑھنے لگے جب رجم کی آیت آئی تو جو شخص پڑھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس آیت پر رکھ دیا اور آگے اور پیچھے کا مضمون پڑھا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہودیوں کے عالم جو مسلمان ہو گئے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وو سلم کے ساتھ تھے انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے کہیے اپنا ہاتھ اٹھائے اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت ہاتھ کے نیچے نکلی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ دونوں رجم کئے گئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کو رجم کیا میں نے دیکھا مرد عورت کو بچاتا تھا۔ پتھروں سے اپنی آڑ کر کے یعنی پتھر اپنے اوپر لیتا محبت سے۔

حدیث: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرم گاہ کی بدبو سے جہنم والوں کو بھی اذیت ہو گی۔[1]

حد قذف سے متعلق حدیث شریف:

(ترجمۂ حدیث) ''حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مملوک پر زنا کی تہمت لگائے قیامت کے دن اس پر حد لگائی جائے گی مگر جب کہ واقع میں وہ غلام ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا۔ عبد الرزاق عکرمہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک عورت نے اپنی باندی کو زانیہ کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تو نے

1۔ رواہ البزار بہار شریعت: ۹/ ۷۱۔

زنا کرتے دیکھا ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس کی وجہ سے لوہے کے اسی کوڑے تجھے مارے جائیں گے۔[1]

چوری کی حد:

(ترجمۂ حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور پر اللہ کی لعنت کہ بیضہ (خود) چراتا ہے جس پر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے اس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔[2]

(ترجمۂ حدیث) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر حضور نے فرمایا وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔[3]

راہزنی سے متعلق حدیث:

(ترجمۂ حدیث) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد مسلمان اس امر کی شہادت دے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں مگر تین وجہ سے محصن (شادی شدہ آزاد بالغ مرد یا عورت) ہو کر زنا کرے تو رجم کیا جائے اور جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی

1۔ مسلم شریف بحوالہ بہار شریعت حصہ ۹، صفحہ ۹۲۔

2۔ رواہ البخاری و مسلم۔

3۔ بہار شریعت: / ۱۰۶۔

مسلمانوں) سے لڑنے کو نکلا تو وہ قتل کیا جائے گا اسے سولی دی جائے گی یا جلاوطن کر دیا جائے گا اور جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قبیلہ عکل و عرینہ کے کچھ لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا کہ حضور نے ان کے پاؤں کٹوا کر سنگستان (یعنی پہاڑوں اور پتھروں کے درمیان) میں ڈلوا دیا وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ [1]

زنا اور قذف کی حدود:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے "سورہ نور" میں بیان فرمائی ہیں، جس کا حوالہ گذشتہ صفحات میں گذر گیا ہے، حضرت ضیاء الملت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سورہ نور کے مضامین پر کلام کرتے ہوئے نہایت دلنشین انداز میں یوں لکھتے ہیں:

اس یمن و برکت والی سورۃ کا اکثر حصہ خانگی زندگی کے متعلق واضح ہدایات اور احکامات پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر مومن مرد اور مومن عورت کو اس بات کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنے دامن عصمت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف رکھیں، اور اس کا طریقہ یہ بتایا کہ ہر مومن مرد اور مومن عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آنکھوں میں جب تک شرم و حیا ہوتی ہے انسان کے دل کی دنیا فاسد خیالات اور ناپاک نظریات کی یورش سے محفوظ رہتی ہے، جذبات میں سکون و اعتدال پایا جاتا ہے۔ کسی کی آبرو کی طرف ہاتھ بڑھانا تو کجا آنکھ اٹھانے کی سکت بھی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جب آنکھیں نور حیا سے محروم ہو جاتی ہیں، جب شرم کا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو پھر پر سکون جذبات

1۔ بہار شریعت:۹/ ۱۱۴۔

میں ایک آگ سی لگ جاتی ہے، خبیث خیالات کا ایک سیلاب امنڈ کر آجاتا ہے جو بڑے بڑے انسانوں کو تنکوں کی طرح بہا کر لے جاتا ہے۔ حتی کہ انھیں اپنی ظاہری تقدس کی پروا بھی نہیں رہتی۔

بے حیا شخص صرف دوسروں کو ہی اپنے تیر ہوس کا نشانہ نہیں بناتا بلکہ وہ اپنے گھر کی فصیل میں خود شگاف ڈال کر لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ بھی آکر اس کی آبرو کو خاک میں ملائیں۔

پردہ:

پردہ کے ابتدائی احکام سورۃ الاحزاب میں مذکور ہیں یہاں اسلامی پردہ کے قواعد وضوابط کو پوری شرح وبسط سے ذکر فرمادیا گیا تاکہ گوہر عصمت کی آب وتاب کو ماند کرنے کی کوئی کوشش اسلامی معاشرہ میں پروان نہ چڑھ سکے۔ اس کی تفصیل متعلقہ آیات کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

حد زنا اور عصمت وناموس کی اہمیت:

اتنا اہم اور نازک ہے کہ صرف ہدایات وارشادات پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا بلکہ جو بے حیا حد اعتدال سے تجاوز کرے گا اس کے لیے عبرتناک سزا کا قانون نافذ کیا کہ اس نابکار کو برسر عام کوڑے لگائے جائیں اور شادی شدہ زانی کے لئے سنت نبوی میں سنگسار کرنے کی سزا تجویز ہوئی۔ قتل کی سزا قصاص ہے لیکن اگر مقتول کے وارث چاہیں تو وہ دیت لے کر قاتل کو موت سے بچا سکتے ہیں۔ قرآن کی نظر میں زنا کا جرم اتنا سنگین ہے کہ اس میں نہ تو فریقین صلح کرسکتے ہیں اور نہ معاف کرسکتے ہیں بلکہ مجرموں کو سزا دی جائے گی اور برسر عام دی جائے

گی، تاکہ ساری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ قرآن عصمت و ناموس کو انسانی زندگی سے بھی زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ جو شخص کسی کی عصمت پر حملہ آور ہو گا وہ خداوند عالم کا مجرم ہے اور خلافت الہیہ کے سربراہ پر لازم ہے کہ وہ اس مجرم کو سزا دے اور اس میں کسی شفقت اور نرمی کو روا نہ رکھے۔

نوجوان شادیاں جلدی کریں:

اسی مقصد کے لیے یہ حکم بھی دیا کہ اسلامی معاشرہ میں جو غیر شادی شدہ مرد اور غیر شادی عورتیں ہیں، ان کی شادی کا اہتمام کیا جائے، کیوں کہ اگر ایسے لوگ کسی سوسائٹی میں کافی تعداد میں پائے جائیں گے تو ان کا وجود ہر وقت اخلاقی نظام کے لیے ایک خطرہ ہو گا۔ کسی وقت بھی ضبط و احتیاط کا بند ٹوٹ سکتا ہے۔ رکے ہوئے جذبات جب بے قابو ہوں گے تو کوئی پند و نصیحت کام نہیں آئے گی۔ اس لیے اسلامی معاشرہ میں ایسے عنصر کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی جو کسی وقت بھی بلائے بے درماں ثابت ہو سکے۔

کسی کے گھر میں کبھی نہ جھانکو:

اس کے علاوہ اسلام نے گھر کی چار دیواری کا بڑا احترام ملحوظ رکھا ہے۔ گھر میں بسنے والوں کے راحت و آرام کو بڑی اہمیت دی ہے۔ بغیر اطلاع دیے اور اجازت حاصل کیے کسی کے گھر کے اندر قدم رکھنا بلکہ اندر جھانکنا بھی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اور کسی کے ہاں جانے کے پورے پورے آداب سکھلائے گئے ہیں تاکہ ہر شخص اپنے گھر میں آرام کر سکے اور اپنے پروگرام کے مطابق کام کر سکے۔ مسلمانوں کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ صاحب خانہ تمہیں اجازت نہ دے تو

غصہ سے لال پیلے نہ ہو جاؤ اور اس شخص پر برسنا شروع نہ کر دو بلکہ بڑی کشادہ دلی سے اس کی معذوری کو تسلیم کرو اور خوشی خوشی واپس چلے آؤ۔

اس سورۃ میں عہد رسالت کے ایک انتہائی المناک اور روح فرسا المیہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو تاریخ میں واقعہ افک کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام کے دشمن اسلام کی روز افزوں ترقی اور شاندار فتوحات اور کامیابیاں دیکھ دیکھ کر آتش زیرپا ہو رہے تھے۔ کھل کر مقابلہ کرنے کی ہمت سلب ہو چکی تھی ان کی باطنی خباثت ہر روز نئے فتنے جگا کر مسلمانوں کو پریشان کرتی رہتی تھی۔ ان کے سرغنہ عبداللہ ابن ابی نے اب ایسی چال چلی جس نے قیامت برپا کر دی۔ اسلامی معاشرہ کا عضو عضو درد سے چیخ اٹھا۔ ساری فضا میں شکوک و شبہات کا ایک اندھیرا چھا گیا۔ ان ظالموں نے اس پاک ہستی کو اپنی بہتان تراشی کا ہدف بنایا جس کا براہ راست تعلق پیغمبر اسلام سرور عالم رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھا جس کی گرد راہ بھی راہروان جادۂ ہدایت کے لئے نور افشاں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خانوادہ رسالت کی عصمت وطہارت کی شہادت اپنی زبان قدرت سے دی اور اس سورہ پاک میں وہ آیتیں نازل فرمائیں جن سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور منافقین کو یقین ہو گیا کہ ان کا کوئی منصوبہ اور ان کی کوئی سازش اسلام کے شجرہ طیبہ کو اب اکھیڑ نہیں سکتی اس واقعہ کی تفصیل بھی متعلقہ آیات کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں۔

سورۃ النور کا آغاز جس جلال اور تمکنت سے کیا جا رہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سورت اپنے مضامین اور مطالب کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آیت کے ہر لفظ سے اللہ تعالیٰ کی جلالت شان اور کبریائی نمایاں ہو رہی ہے۔ اس

کے پڑھنے اور سننے سے دل و دماغ پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ اس کے ترجمہ پر ہی غور کریں، ارشاد ہے، یہ ایسی سورت جسے ہم نے اتارا ہے۔ متکلم اور پھر جمع متکلم کے صیغہ میں جو دبدبہ اور عظمت ہے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر ارشاد ہے "وَفَرَضْنٰهَا" یعنی ہم نے اس میں مذکورہ احکام کی بجا آوری فرض کر دی ہے۔ یہ نہیں کہ جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے نہ مانے۔ یہ مشورہ نہیں بلکہ حکم ہے اور حکم بھی احکم الحاکمین کا، رب العالمین کا نیز یہ حکم سب کے لیے ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے ان احکام کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ان میں کسی قسم کا ابہام اور التباس نہیں کہ عمل کرنے میں دقت ہو۔

ان احکام کے نازل کرنے کی حکمت بیان فرمادی کہ اس میں سراسر تمہارا بھلا ہے۔ تم راہ راست پر گامزن ہو کر اپنی منزل کو پالو گے۔

زنا کی سزا سخت کیوں؟:

شریعت اسلامیہ کے تعزیری قوانین میں سے ایک اہم قانون کا ذکر ہو رہا ہے۔ انسان کی جان، مال، ناموس کی حفاظت اسلامی قوانین کا مقصد اولین ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی جان کو تلف کرتا ہے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر کسی کے مال پر دست اندازی کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اگر کوئی شخص کسی کی عزت و ناموس کو داغدار کرتا ہے تو اسے کوڑوں اور رجم کی سزا دی جائے گی۔ اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں ان میں دو باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ایک تو یہ ہے کہ مجرم کو اس کے کیئے کی سزا دی جائے دوسری یہ کہ وہ لوگ جن میں جرائم کے ارتکاب کا میلان پایا جاتا ہے وہ اس خوفناک سزا سے ڈر کر جرائم کا

ارتکاب نہ کریں اور چاہئے بھی ایسا، اگر کسی سزا میں یہ دو عنصر مفقود ہیں تو اسے سزا کہنا ہی غلط ہے۔ گناہ کے ارتکاب سے جو لذت اور فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کے مقابلے میں اگر سزا ہلکی ہوگی تو لوگ اس سزا کو خاطر میں نہیں لائیں گے اور حصول لذت کے لیے وہ جرم کا ارتکاب کرتے رہیں گے۔ اور اگر سزا میں دوسروں کے لئے عبرت کا پہلو نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ چاہتے ہی نہیں کہ اس جرم کا سدباب ہو اور کوئی اس کے نزدیک بھی نہ پھٹکے۔ آپ صرف ضابطے کی کارروائی پوری کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اس سے سروکار نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہ تو ایک بچوں کا کھیل ہوا۔ اس کے پیش نظر معاشرہ کو گناہوں سے پاک کرنا اور ان کے خطرناک نتائج سے محفوظ رکھنا نہ ہوا۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ جس ملک میں اس کا پرچم لہرا رہا ہے وہاں امن ہو، سکون ہو، محبت ہو، پیار ہو۔ تاکہ وہاں کے بسنے والے اپنی صلاحیتوں کو نیکی اور اصلاحی سرگرمیوں میں خرچ کرسکیں، تعمیری کاموں کے لیے ان کے پاس وقت کی قلت نہ ہو۔ عداوت، حسد، منافرت کے شعلے ان کے خرمن عافیت کو جلا کر خاکستر نہ کرتے رہیں اس لیے اس نے انسداد جرائم کی ادھوری اور غیر مؤثر کوشش نہیں کی بلکہ ایک جامع منصوبہ بنایا ہے جس پر عمل کرنے سے سوسائٹی ان جرائم سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ سب سے پہلے اس نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں خداوند ذوالجلال پر ایمان اور روز محشر کے محاسبہ کا خوف پیدا کیا اور یہ حقیقت ان کے سامنے واضح کردی کہ جس خدا کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو، جو تمہارا اور سارے عالم کا خالق و مالک ہے اس نے ان اعمال کو جرم قرار دیا ہے۔ اگر تم ان کا ارتکاب کروگے تو اس کے مجرم ہوگے اور وہ ہمہ دان اور ہمہ بین بھی ہے، تم اس

سے اپنا کوئی عمل چھپا نہیں سکتے۔ تصنع اور بناوٹ کے رنگیں غلافوں میں لپیٹنے کی کوئی کوشش وہاں کامیاب نہیں ہو سکتی، تم اپنے حسن نیت یا مجبوری کو کتنے موثر پیرایہ میں بیان کرو تم اسے فریب نہیں دے سکتے۔ وہ تمہارے اعمال، ان اعمال کے محرکات اور عوامل سے خوب آگاہ ہے اور قیامت کے دن تم اپنے ان اعمال کی جواب دہی کے لیے اس کی بارگاہ میں ضرور پیش کیے جاؤ گے۔

زناوبدکاری معاشرہ کو برباد کرتے ہیں:

وہ متعدد اعمال جن کے ارتکاب کو اسلام نے جرم قرار دیا ہے ان میں زنا بھی ہے۔ قرآن کریم نے ایک دوسری آیت میں اس کی ممانعت کی حکمت بڑے بلیغ انداز میں صرف دو لفظوں میں بیان کر دی ”لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّ سَآءَ سَبِیْلاً“ ”یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ بڑی بے حیائی ہے اور یہ راستہ بہت برا ہے“ یعنی تمہیں اس فعل بد سے ہم اس لیے نہیں روک رہے کہ تم لطف نہ اٹھاؤ، تمہاری زندگی کا دامن مسرتوں سے خالی رہے بلکہ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے یہ فعل مجسم، بے حیائی ہے۔ اگر تم اس کا ارتکاب کرو گے تو شرم و حیا کی قوت جو تمہیں ہر برے کام سے، ہر رذیل حرکت سے، ہر خلاف مروت اقدام سے روکتی ہے۔ بلکہ گناہوں اور بدکاریوں کے سیلاب کے سامنے سد سکندری بن کر کھڑی ہو جاتی ہے وہ کمزور پڑ جائے گی، وہ بیمار ہو جائے گی حتی کہ وہ دم توڑ دے گی۔ اور جب یہ قوت فنا ہو جائے گی تو غیرت و حمیت کا جنازہ نکل جائے گا۔ پھر اگر کوئی یہ فعل شنیع جس کے تصور سے ہی تم کانپ اٹھتے ہو تمہاری بیوی، بہن بلکہ بیٹی کے ساتھ بھی کرے گا تو تم اسے کوئی اہمیت نہ دو

گے۔ یورپ، امریکہ اور ان سے متاثر ہونے والے ملکوں میں کیا ہو رہا ہے، رقص گاہوں میں لوگ اپنی آنکھوں سے اپنی بہو بیٹیوں کو دوسروں کی آغوش میں دیکھتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ وہ دیوث فخر سے اترا رہے ہوتے ہیں اور داد دے رہے ہوتے ہیں۔

ممکن ہے کسی مسخ شدہ ذہن والے آدمی کے نزدیک اخلاق عالیہ کی یہ گراں بہا قدریں کوئی اہمیت نہ رکھتی ہوں وہ محض انھیں قدامت پرستی اور رجعت پسندی کی علامت قرار دیتا ہو لیکن ”سَاۗءَ سَبِيْلًا“ (یعنی بہت برا راستہ) فرما کر ایسے کند ذہن کو بھی حقائق کی تلخیوں، حالات کی بے رحمیوں اور واقعات کی سنگینیوں کے روبرو کھڑا کر دیا۔ یعنی یہ راستہ ہی بہت برا راستہ ہے۔ چند لمحوں کی فانی اور جھوٹی مسرت کے لیے انسان اپنی صحت کو کن خطرات سے دوچار کر دیتا ہے۔ آتشک، سوزاک (اور سب سے بڑھ کر ایڈز جو زنا اور بدکاری کے نتیجے میں لاحق ہوتا ہے، اس کا علاج آج تک دریافت نہیں ہو سکا ہے، جس کو ایڈز کا مرض لاحق ہو جائے تو جسم میں موجود قدرتی مدافعت ختم ہو جاتی ہے اور دیگر بہت سے امراض بھی اس بے حیا شخص کو لاحق ہو جاتے ہیں، ایسا شخص اپنے اہل خانہ سے لے کر تمام افراد معاشرہ کے لیے ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ احقر نسیم صدیقی غفرلہ) وغیرہ موذی امراض کس کا کرشمہ ہیں۔ یہ تحائف کون دیتا ہے اور کسے دیتا ہے؟ وہ عورت جو مرد کی شہوت رانی کا شکار ہوتی ہے اسے اگر حمل ٹھہر گیا تو وہ کہاں سر چھپائے گی۔ حمل گرانے کی صورت میں وہ اپنی جان بھی کھو سکتی ہے۔ ہم نے مانا کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں ایسے ہسپتال اور کلینک موجود ہیں جو اسقاط حمل کی خدمت انجام دیتے ہیں اور ایسی پناہ گاہیں بھی موجود ہیں جہاں غیر شادی

شدہ ماؤں کو پناہ مل جاتی ہے لیکن کیا سوسائٹی میں انھیں کوئی قابل احترام مقام نصیب ہو سکتا ہے۔ ہم نے مانا کہ ان دونوں نے اپنے کیے کی سزا پائی لیکن وہ بچے جو اس طرح پیدا ہوتے ہیں ان کا کیا قصور؟ اس ہوس کار باپ نے بھی ان سے آنکھیں پھیر لیں۔ماں بھی اسے کسی محتاج خانے میں چھوڑ کر چلی گئی۔نہ ان کو ماں کا آغوش محبت نصیب ہوا نہ باپ کا ظل عاطفت۔ یہ محرومیاں ان کو ورثہ میں کیوں ملیں۔ یہ سزا انھیں کس گناہ کی مل رہی ہے، کیا ان بچوں کے اذہان متاثر نہیں ہوتے۔

اہل یورپ و امریکہ: آئینہ تو دیکھو:

امریکہ کی ایک خاتون جب کوریا گئی وہاں اس نے بے شمار ایسے معصوم بچے دیکھے جن کی مائیں تو کوریا کی تھیں لیکن ان کے باپ امریکہ کے وہ سپاہی تھے جو کوریا کی جنگ میں اہل کوریا کی مدد کے لیے تشریف لائے تھے۔ وہ کوریا والوں کو کمیونسٹوں کی غلامی سے چھڑانے آئے تھے وہ انھیں جمہوریت کی بالادستی کا سبق ازبر کرانے آئے تھے۔ وہ سبق تو انھیں ازبر ہوا یا نہیں البتہ یہ ضرور ہوا کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کورین دوشیزائیں ان کے ڈالروں کی جھنکار سے مسحور ہو کر یا جنگ کی لائی ہوئی محرومیوں اور فاقوں سے مجبور ہو کر اپنی عصمت کی دولت لٹا بیٹھیں اور ان کے مہربان امریکی حلیف انھیں حرامی بچوں کا ایک لشکر جرار دے گئے۔ خود تو وہ اپنے وطن واپس چلے گئے اور وہ معصوم بچے اپنے ظالم، جفاکار اور طوطا چشم باپوں اور غربت زدہ ماؤں کی مفارقت کے صدمے برداشت کرنے کے لیے کوریا میں رہ گئے اور وہ اب تک وہاں کے گلی کوچوں میں دھکے کھا رہے ہیں، ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ امریکہ کی اس خاتون نے جب یہ حال دیکھا تو رحم

کے جذبہ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس نے امریکہ کے اخبارات میں ایک اپیل شائع کی کہ ان بچوں کی سرپرستی کے لیے امریکہ کے دولتمند چندہ دیں، لاکھوں ڈالر چندہ ہوا۔ اخبارات میں امریکہ کی غریب پروری اور انسانیت نوازی کی تشہیر ہوئی اور خوب تشہیر ہوئی۔ لیکن ذرا سوچیے ان لاکھوں بچوں سے اگر ہزار دو ہزار بچے کفالت میں لے بھی لیے گئے تو کیا یہ مسئلہ حل ہو گیا؟ باقی رہ جانے والے بچوں کے دکھ کا مداوا اور درد کا درماں ہو گیا؟ ان کفالت میں لئے جانے والے بچوں کو ماں کا پیار اور باپ کی محبت بھی مل گئی؟ وہ محترمہ اس ہنگامہ آرائی کے بجائے اگر اپنے سپوتوں کو شرم و حیا کا درس دیتی اور اس فعل شنیع سے باز آنے کی تلقین کرتی تو کیا اچھا نہ ہوتا۔ آگ لگا کر اسے بجھانے کی ناکام کوشش سے کیا یہ بہتر نہیں کہ آگ لگانے کی حماقت ہی نہ کی جائے۔ "وَسَاءَ سَبِيْلًا" کے الفاظ کتنے جامع ہیں۔ آپ ان افراد، ان خاندانوں اور قوموں کا جتنی گہری نظر سے تجزیہ کریں گے آپ کے سامنے ہولناک حقائق بے نقاب ہوتے چلے جائیں گے آپ بڑے فراخ دل، مغربیت زدہ اور جدت پسند ہونے کے باوجود کانپ جائیں گے لرز جائیں گے۔

دوسری جنگ عظیم میں امریکہ کے سپاہی اپنے دوست ملک برطانیہ کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے وہ چند سال برطانیہ میں ٹھہرے اور جب گئے تو سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ستر ہزار (۷۰۰۰۰) حرامی بچے چھوڑ کر گئے۔ اس کے علاوہ جو جنسی لاعلاج بیماریاں انھوں نے ایک دوسرے کو بطور تحفہ دی ہوں گی ان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟[1]

1۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۲۸۶۔

حدود اللہ کا بدل نہیں ہے:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ دو اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجئے پھر اسکا دشمن دوسرا اُٹھا کہنے لگا یہ سچ کہتا ہے اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجیے۔ پہلے والے دیہاتی نے کہا، میرا بیٹا اس شخص کے یہاں ملازم تھا میرے بیٹے نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے کہا تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہیئے میں نے اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دیکر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے اہل علم (یعنی حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، ابی بن کعب، معاذ، زید، اور ابن عوف علیہم الرضوان) سے پوچھا تو انہوں نے تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے۔ پس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں اللہ کی کتاب کے موافق تمہارا فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس ملے گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک برس جلاوطنی کی سزا ہو گی۔ اور اے انیس! (یہ قبیلۂ اسلم کے ایک صحابی انیس بن ضحاک رضی اللہ عنہ مراد ہیں) تم ایسا کرو، کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو "رجم" کرنا چنانچہ اس عورت نے اقرار کیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔[1]

حدود میں سفارش نہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو مخزومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوئی وہ چوری میں گرفتار ہوئی تھی وہ کہنے لگی اس کے مقدمہ

1۔ بخاری شریف: ۱/ ۳۷۱ کتاب الصلح، مسلم شریف: ۲/ ۷۱، کتاب الحدود۔

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے تاکہ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں اور کوئی دوسری سزا دیں یا معاف کر دیں۔لوگوں نے کہا بھلا اتنی جرأت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کون کر سکتا ہے وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں کہہ سکتے ہیں، خیر اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غصے سے) فرمایا ارے تو اللہ کی حد میں سفارش کرتا ہے،اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا! لوگوں تم سے پہلے اگلی امتیں یوں ہی گمراہ ہو گئیں۔وہ یہ کیا کرتے جب کوئی شریف آدمی ان میں چوری کرتا اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا تو اس پر اللہ کی حد قائم کرتے خدا کی قسم اگر فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے گا۔[1]

(حدیث شریف) وقال علی لعمر اما علمت ان القلم رفع عن المجنون حتی یفیق وعن الصبی حتی یدرك وعن النائم حتی یستیقظ.[2]

(ترجمہ) اور حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں ایک تو دیوانہ جب تک سیانہ نہ ہو دوسرے بچہ جب تک جوان نہ ہو تیسرے سونے والا جب تک بیدار نہ ہو۔

حد شراب نوشی: اقوال علماء احناف:

مسلمان عاقل، بالغ، ناطق غیر مضطر بلا اکراہ شرعی خمر کا ایک قطرہ بھی پیئے گا تو اس پر حد قائم کی جائے گی جب کہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو کافر یا

1۔ بخاری مع فتح الباری:۸۹ / ۱۲، رقم:۶۷۸۸، مسلم شریف:۶۴ / ۲۔
2۔ فتح الباری:۱۲/ ۱۲۳۔

مجنون یانابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں یوہیں اگر پیاس سے مراجاتا تھااور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے یوہیں اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ واقع میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو حکم یہی دیا جائے گا کہ اسے معلوم ہے کیوں کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں لہذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آکر مشرف باسلام ہوا اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں۔[1]

حد قذف:۔ اقوال علماء احناف:

زنا کی تہمت پر حد ہے کسی اور گناہ کے اتہام کو قذف نہیں کہتے اور نہ ہی اس پر حد ہے البتہ بعض صورتوں میں تعزیر ہے۔[2]

سارق:۔ اقوال علماء احناف:

چور کا دایاں ہاتھ گٹے سے کاٹ کر کھولتے ہوئے تیل میں داغ دیں گے اور اگر موسم سخت گرمی یا سخت سردی کا ہو تو ابھی نہ کاٹا جائے بلکہ اسے قید میں رکھیں گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹیں۔ دوبارہ چوری کرے تو اب بایاں پائوں گٹے سے کاٹ دیں گے اس کے بعد بھی چوری کرے تو اب نہیں کاٹیں گے بلکہ بطور تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے یہاں تک کہ توبہ کرلے یعنی اس

1۔ در مختار بحوالہ بہار شریعت: ۹/ ۸۹۔
2۔ ردالمختار، بحر الرائق بحوالہ بہار شریعت: ۹/ ۹۲۔

کے بشرہ سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔[1]

حد زنا: اقوال علماء احناف:

غیر شادی شدہ زانی یا زانیہ کو سو دُرّے مارے جائیں، زانی مرد کو دُرّے لگاتے وقت پاجامہ اور تہہ بند چھوڑ کر قمیض یا کرتہ اور بنیان اتار لی جائے۔ عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں لیکن عورت نے اگر روئی سے بھرا ہوا موٹا کپڑا پہنا ہو تو اس کی جگہ عام قمیض ہونی چاہیئے۔ مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر حد لگائی جائے۔ عورت نے زنا کا اقرار نہ کیا ہو اور شہادت سے ثابت ہوا ہو (یعنی زنا بالرضا ہو) تو گڑھا کھود کر اس میں عورت کو بٹھا کر حد لگائی جائے گی۔ کوڑے ایک ہی دن لگائے جائیں گے۔[2]

رجم:

شادی شدہ زانی یا زانیہ کو میدان میں لے جا کر صف در صف نماز کی طرح کھڑے ہو کر لوگ پتھر ماریں ایک صف فارغ ہو کر ہٹ جائے تو دوسری صف مارے۔ زنا، گواہوں سے ثابت ہوا ہے تو سب سے پہلے چاروں گواہ پھر قاضی جس نے فیصلہ سنایا پھر امیر علاقہ پھر باقی افراد پتھر ماریں گے۔ اگر گواہوں نے پتھر مارنے میں پس و پیش کیا کہ شاید ہماری گواہی ٹھیک نہیں تھی یا اسی سبب

1۔ در مختار بحوالہ بہار شریعت: ۹/ ۱۱۳۔

2۔ بہار شریعت: ۹/ ۷۸۔

سے گواہ میدان میں نہ آئیں تو اس صورت میں رجم نہیں کیا جائے گا اور حد ساقط ہو گی۔[1]

زنا کی شہادت:

چار ایسے مرد گواہ ہونے چاہئیں جو مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور عادل ہوں جن کی صداقت اور دیانت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہو اور گواہی بھی اس طرح دیں کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے (کالمیل فی المکحلۃ و الرشاء فی البئر) (یعنی جس طرح سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی)۔ اگر گواہوں کی گواہی میں جگہ، وقت، مزنیہ، اُمور کے متعلق اختلاف پایا جائے تو گواہی مردود ہو گی اور حد نہ لگائی جائے گی۔

حاصل مطالعہ:

قارئین محترم! اس مختصر رسالے میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے ساتھ ساتھ فقہاء کرام کے اقوال بھی مطالعہ کیے گئے جس سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین حدود کا نفاذ ملت اسلامیہ کی ریاستوں میں ضروری ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے غیروں کے قوانین پر عمل کرنا، اپنے ایمان کو کمزور بنانے کے مترادف ہے۔

موجودہ حکومت نے تحفظ حقوقِ نسواں بل کے نام پر قرآن مجید کی واضح نصوص کا رد اور انکار کیا ہے جو ایمان کے منافی ہے۔ اس بل میں زنا بالرضا کو تحفظ

1۔ فتاویٰ شامی و عالمگیری۔

دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ماضی کی طرح ہماری سوسائٹی میں طوائفوں کے بازار کھل جائیں گے۔

حکومت کے لیے لمحہ فکریہ:

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے حاکم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں کمی کی ہو گی۔ اس سے پوچھا جائے گا "لم فعلت ذالك" تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا "رحمة لعبادك" تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کے لیے۔ اسے کہا جائے گا: "أنت ارحم بهم منی" کیا تو مجھ سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا ہے۔؟ "فیؤ مربه الی النار" اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا جس نے مقررہ حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہو گا۔ اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "أنت احکم به منی فیؤمربه الی النار" کیا تو مجھ سے زیادہ حکم کرنے والا ہے۔ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم صادر ہو گا۔[1]

1۔ تفسیر ضیاء القرآن:۳/ ۲۹۰۔